آیاتہا ۱۹ | سُوْرَۃُ الْعَلَقِ مَکِّیَّۃٌ ۹۶ | رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ﴿۱﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ﴿۲﴾ اِقْرَاْ وَ
رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ﴿۳﴾ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ﴿۴﴾ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ﴿۵﴾
كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰۤى ﴿۶﴾ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ﴿۷﴾ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ
الرُّجْعٰى ﴿۸﴾ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ﴿۹﴾ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ﴿۱۰﴾ اَرَءَيْتَ اِنْ
كَانَ عَلَى الْهُدٰۤى ﴿۱۱﴾ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ﴿۱۲﴾ اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَ
تَوَلّٰى ﴿۱۳﴾ اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ﴿۱۴﴾ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۙ لَنَسْفَعًۢا
بِالنَّاصِيَةِ ﴿۱۵﴾ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ﴿۱۶﴾ فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ﴿۱۷﴾ سَنَدْعُ
الزَّبَانِيَةَ ﴿۱۸﴾ كَلَّا ۭ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ﴿۱۹﴾

”آپ پڑھیے اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے (سب کو) پیدا فرمایا۔ پیدا کیا انسان کو جمے ہوئے خون سے۔ پڑھیے آپ کا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے علم سکھایا قلم کے واسطہ سے۔ اسی نے سکھایا انسان کو جو وہ نہیں جانتا تھا۔ ہاں ہاں! بے شک انسان سرکشی کرنے لگتا ہے۔ اس بنا پر کہ وہ اپنے آپ کو مستغنی دیکھتا ہے۔ (اے غافل!) تجھے اپنے رب کی طرف یقیناً پلٹنا ہے۔ (اے حبیب!) آپ نے دیکھا اسے جو منع کرتا ہے۔ ایک بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے۔ بھلا دیکھئے تو اگر وہ ہدایت پر ہوتا۔ یا پرہیزگاری کا حکم دیتا (تو اس کے لیے کتنا بہتر ہوتا) آپ نے دیکھ لیا اگر اس نے جھٹلایا اور روگردانی کی۔ کیا نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ (اسے) دیکھ رہا ہے۔ خبردار! اگر وہ (اپنی روش سے) باز نہ آیا، تو ہم ضرور (اسے) گھسیٹیں گے اس کی پیشانی کے بالوں سے۔ وہ پیشانی جو جھوٹی (اور) خطاکار ہے۔ پس وہ بلا لے اپنے ہم نشینوں کو (اپنی مدد کے لیے) ہم بھی جہنم کے فرشتوں کو بلائیں گے۔ ہاں ہاں! اس کی ایک نہ سنیے (اے حبیب!) سجدہ کیجئے اور (ہم سے اور) قریب ہو جائیے“۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ مکہ مکرمہ میں قرآن کریم میں سے جو سب سے پہلے نازل ہوا وہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ضریس، ابن الانباری نے مصاحف میں، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے،

ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے الحلیہ میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ پہلی سورت ہے جو حضور نبی رحمت ﷺ پر نازل کی گئی۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ مجھے محمد بن عباد بن جعفر مخزومی نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے بعض علماء کو یہ کہتے ہوئے سنا: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جو سب سے اول اپنے نبی مکرم ﷺ پر نازل فرمایا وہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ تک ہے۔ سو انہوں نے کہا: یہ اس کا آغاز ہے جو حراء کے دن نازل کیا گیا۔ پھر اس کے بعد جو اللہ تعالیٰ نے اس کے آخر کو نازل فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے چاہا۔(2)

امام ابن جریر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے اور اسے صحیح بھی قرار دیا ہے کہ قرآن کریم میں سے سب سے اول اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ نازل ہوا۔(3)

امام عبدالرزاق، احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ابن جریر، ابن الانباری نے المصاحف میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے: آپ جو خواب بھی دیکھتے تھے وہ صبح کے نور کی طرح صاف ظاہر ہو جاتا۔ پھر آپ کے نزدیک خلوت نشینی پسندیدہ بنادی گئی۔ چنانچہ آپ غار حراء میں خلوت اختیار کرنے لگے۔ آپ اس میں تحنث فرماتے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ اپنے گھر والوں کی طرف آنے سے پہلے کئی راتیں وہاں عبادت میں مشغول رہتے۔ آپ اس کے لیے زادراہ ساتھ لے جاتے تھے۔ پھر حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی طرف واپس لوٹ آتے۔ پھر اسی طرح توشہ ساتھ لے کر وہاں چلے جاتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاس حق آگیا اور آپ اس وقت غار حراء میں ہی تشریف فرما تھے۔ پس آپ کے پاس ایک فرشتہ آیا۔ اس نے کہا۔ اِقْرَاْ آپ پڑھیے۔ تو آپ نے فرمایا: میں پڑھنے والا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پس اس نے مجھے پکڑا اور مجھے خوب بھینچا۔ یہاں تک کہ مجھے خاصی مشقت اور تکلیف ہوئی۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا: اِقْرَاْ آپ پڑھیے۔ تو میں نے جواب دیا میں پڑھنے والا نہیں۔ فرمایا: اس نے دوبارہ مجھے پکڑا اور خوب بھینچا۔ یہاں تک کہ مجھے خاصی تکلیف پہنچی۔ پھر اس نے مجھے پکڑا اور تیسری بار پھر بھینچا۔ یہاں تک کہ مجھے خاصی تکلیف پہنچی اور پھر اس نے مجھے چھوڑا اور کہا: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ الآیہ۔ پس رسول اللہ ﷺ اس کے ساتھ راجعت فرما ہوئے آپ کا دل کانپ رہا تھا۔ اور آپ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا مجھے چادر اوڑھا دو، مجھے چادر اوڑھا دو، پس انہوں نے آپ پر چادر اوڑھا

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 293 (11502)، دار الفکر بیروت 2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 157، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 576 (3953)، دار الکتب العلمیہ بیروت

دی۔ یہاں تک کہ آپ سے خوف اور ڈر ختم ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو سارے واقعہ سے آگاہ فرمایا اور فرمایا مجھے اپنے بارے میں خوف ہے۔ تو رفیقۂ حیات حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ہرگز نہیں۔ قسم بخدا! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ بلاشبہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، یتیموں کا بوجھ برداشت کرتے ہیں، ناداروں اور فقیروں کو عطا فرماتے ہیں، مہمانوں کی عزت و تکریم کرتے ہیں اور آفات حق کے خلاف معاون و مددگار بنتے ہیں۔ پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو ساتھ لے کر اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبد العزیٰ کے پاس آئیں۔ ورقہ بن نوفل نے زمانۂ جاہلیت میں عیسائیت کو قبول کیا تھا وہ عبرانی (لغت میں) کتاب لکھتا تھا اور وہ انجیل سے عبرانی زبان میں لکھتا رہا۔ جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ لکھے وہ بہت بوڑھا تھا اور نابینا آدمی تھا۔ تو حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے اسے کہا: اے میرے چچا کے بیٹے! اپنے بھتیجے کی بات سن۔ تو ورقہ نے آپ سے کہا: اے میرے بھتیجے! تو نے کیا دیکھا ہے؟ پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے وہ سب کچھ بتایا جو دیکھا تھا۔ تو سن کر ورقہ نے کہا: یہ وہی ناموس ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اتارا تھا۔ اے کاش! میں خوف اور گھبراہٹ کے وقت موجود رہوں، اے کاش! میں اس وقت زندہ ہوں جب آپ کی قوم آپ کو نکال دے گی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟ اس نے جواب دیا: ہاں۔ جو بھی ایسا پیغام لے کر آیا جس کے ساتھ آپ تشریف لائے اس کے ساتھ عداوت اور دشمنی رکھی گئی۔ اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو میں آپ کی انتہائی قوی اور طاقت ور مدد کروں گا۔ پھر ورقہ زیادہ دیر تک زندہ نہ رہا اور مر گیا اور وحی رک گئی۔ حضرت ابن شہاب نے کہا ہے: مجھے حضرت ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن نے خبر دی ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ اور وہ فترۃ الوحی کے بارے گفتگو کر رہے تھے۔ تو انہوں نے اپنی گفتگو میں فرمایا: ”اس اثناء میں کہ میں (حضور نبی کریم ﷺ) چل رہا تھا اچانک آسمان کی جانب سے میں نے ایک آواز سنی۔ تو میں نے اپنی آنکھ اوپر اٹھائی۔ تو وہی فرشتہ دیکھا جو غار میں میرے پاس آیا تھا۔ وہ زمین و آسمان کے درمیان کرسی پر جلوہ فرما ہے۔ تو میں اس سے مرعوب ہو گیا اور میں لوٹ آیا اور گھر پہنچ کر کہا: مجھے چادر اوڑھا دو۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ قُمْ فَاَنْذِرْ ۪ۙ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ ۪ۙ وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ ۪ۙ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۪ۙ (المدثر) پھر وحی رک گئی اور مسلسل رکی رہی۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ پر جو سورت سب سے پہلے نازل ہوئی: وہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن کریم میں سے جو سب سے اول نازل ہوا: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ ہے اور پھر نٓ وَ الْقَلَمِ (القلم: 1) نازل ہوا۔(2)

امام ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ قرآن کریم میں سے جو شے سب سے اول نازل کی گئی وہ پانچ آیات ہیں: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَ

1۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 2، قدیمی کتب خانہ کراچی
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 306، دار احیاء التراث العربی بیروت

رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ قرآن کریم میں سے جو سب سے اول نازل ہوا وہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ہے اور پھر سورہ نون ہے۔(1)

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے مصاحف میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ کے بعد جو سب سے اول نازل ہوا وہ نٓ وَالْقَلَمِ۔ یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ اور سورہ وَالضُّحٰی ہے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت عمرو بن دینار سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم حراء میں تھے کہ آپ کے پاس ایک فرشتہ ریشم کا کپڑا لے کر آیا۔ اس میں یہ لکھا ہوا تھا: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۔(2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عمرو کی سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غار حراء میں تھے کہ آپ کے پاس ایک فرشتہ آیا۔ اس کے پاس ریشم کا کپڑا تھا جس میں یہ لکھا ہوا تھا: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عبد اللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم پڑھیے۔ تو آپ نے کہا: میں کیا پڑھوں گا؟ تو انہوں نے آپ کو اپنے سینے سے لگایا اور خوب بھینچا پھر کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پڑھیے۔ تو آپ نے کہا: میں کیا پڑھوں؟ تو انہوں نے کہا: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ یہاں تک کہ وہ اس آیت تک پہنچے: مَا لَمْ یَعْلَمْ پھر آپ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا: میں اسے دیکھ رہا ہوں جو مجھے پیش آیا ہے۔ تو رفیقہ حیات نے عرض کی: ہرگز نہیں۔ قسم بخدا! آپ کا رب آپ کے ساتھ اس طرح نہیں کرے گا اور کبھی آپ کو کوئی تکلیف دہ اور اذیت ناک امر پیش نہیں آئے گا۔ پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ورقہ کے پاس آئیں اور اسے سارے واقعہ کی اطلاع دی۔ تو اس نے کہا: اگر تو سچ کہہ رہی ہے تو یقیناً تیرا خاوند نبی ہے اور اسے اپنی امت کی جانب سے انتہائی شدت اور تکلیف کا سامنا ہوگا۔ اگر میں نے اسے پالیا تو میں یقیناً اس کے ساتھ ایمان لاؤں گا۔ راوی کا بیان ہے پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کے پاس آنے میں دیر کر دی۔ تو حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے کہا: میرا خیال ہے آپ کا رب آپ سے ناراض ہو گیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: وَالضُّحٰی ۙ وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی ۙ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی ۞ ۔(4)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 147 (30219)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 444 (3659)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 577 (3955)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 305، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن مردویہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ رفیقہ حیات ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے ایک مہینے کا اعتکاف کیا اور وہ مہینہ رمضان کے موافق تھا۔ رسول اللہ ﷺ باہر نکلے اور یہ آواز سنی: السلام علیکم۔ تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میرا گمان ہے یہ کوئی جن ہے۔ تو اس نے کہا: تمہیں بشارت ہو کیونکہ یہ سلام خیر ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ایک دوسرے دن حضرت جبرائیل علیہ السلام کو سورج پر دیکھا۔ اس کا ایک پر مشرق میں تھا اور ایک پر مغرب میں تھا۔ فرمایا تو میں پس اس سے خوفزدہ ہو گیا۔ چنانچہ آپ اپنے گھر والوں کے ارادہ سے چل پڑے۔ تو آپ نے اچانک اپنے اور دروازے کے درمیان حضرت جبرائیل علیہ السلام کو پایا۔ فرمایا: پس اس نے مجھ سے گفتگو کی۔ یہاں تک کہ میں اس سے مانوس ہو گیا۔ پھر اس نے ایک خاص جگہ کا مجھ سے وعدہ کیا۔ تو میں اس کے محل وعدہ پر آیا اور جبرائیل علیہ السلام نے مجھے روک لیا۔ اور جب واپس لوٹنے کا ارادہ کیا تو وہ اور حضرت میکائیل علیہ السلام آپ کے ساتھ تھے۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام زمین پر اترے اور میکائیل علیہ السلام زمین و آسمان کے درمیان رہے۔ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے پکڑ لیا اور گدی کے درمیان سے مجھے زور سے پکڑا اور میرے پیٹ کو شق کر دیا اور اس سے جو اللہ تعالیٰ چاہا اسے نکال لیا۔ پھر اسے سونے کے ایک ٹب میں دویا۔ پھر اسے پیٹ میں واپس رکھ دیا۔ پھر مجھے الٹا کیا جیسے برتن کو الٹا کیا جاتا ہے۔ پھر میری پیٹھ پر مہر لگائی۔ یہاں تک کہ میں نے مہر کے چھونے کو محسوس کیا۔ پھر مجھے کہا: اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِيۡ خَلَقَ اور میں نے کبھی کتاب نہیں پڑھی تھی۔ تو اس نے مجھے حلق سے پکڑا یہاں تک کہ مجھے رونے کے قریب کر دیا۔ پھر مجھے کہا: اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِيۡ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ عَلَقٍ ۚ اِقۡرَاۡ وَرَبُّكَ الۡاَكۡرَمُ ۙ الَّذِيۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ يَعۡلَمۡ فرمایا: اس کے بعد میں کوئی شے نہیں بھولا۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے میرا وزن ایک آدمی کے ساتھ کیا اور میں اس کے برابر رہا۔ پھر اس نے ایک دوسرے کے ساتھ میرا وزن کیا اور میں اس کے برابر ہو گیا۔ پھر اس نے میرا وزن سو آدمی کے ساتھ کیا۔ تو حضرت میکائیل علیہ السلام نے کہا: رب کعبہ کی قسم! ان کی امت ان کی مطیع و فرمانبردار ہے۔ فرمایا: پھر میں اپنے گھر کی طرف آیا۔ تو مجھے کوئی پتھر اور درخت نہیں ملا۔ مگر اس نے کہا: السلام علیك یا رسول اللہ۔ یہاں تک کہ جب میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو انہوں نے بھی کہا۔ السلام علیك یا رسول اللہ۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا مانگی: اے اللہ! اسلام کو عمر بن خطاب کے ذریعہ غلبہ عطا فرما۔ انہوں نے پہلی رات اپنی بہن کو مارا۔ وہ یہ پڑھ رہی تھیں: اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِيۡ خَلَقَ یہاں تک کہ انہیں یہ گمان ہوا کہ اسے قتل کر دیا ہے۔ پھر سحری کے وقت اٹھے۔ تو ان کی آواز سنی، وہ پڑھ رہی تھیں: اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِيۡ خَلَقَ تو کہا: قسم بخدا! یہ شعر نہیں ہے اور نہ ہی یہ آہستہ گنگنانے کی آواز ہے۔ پھر چل پڑے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دروازے پر پایا اور دروازے کو دھکیلا۔ تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کون ہے؟ جواب دیا: عمر بن خطاب۔ تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تیرے لیے رسول اللہ ﷺ سے اجازت لے لوں۔ تو آپ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ دروازے پر عمر ہے۔ تو رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے عمر کے لیے خیر کا ارادہ فرمایا ہے تو وہ اسے دین میں داخل فرما دے گا۔ سو آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا: دروازہ کھول دو۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنے دونوں بازوؤں کے ساتھ پکڑا اور جھنجوڑا۔ فرمایا: تو کس کا ارادہ رکھتا ہے؟ اور کس کام کے لیے تو آیا ہے؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کی: آپ مجھ پر وہ (دین) پیش فرمائیے جس کی طرف آپ دعوت دیتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو یہ شہادت دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ وحدہٗ لاشریک ہے اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ ’’اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ‘‘ پس عمر رضی اللہ عنہ اسی جگہ اسلام لے آئے اور کہا: اب باہر نکلو (یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت وریاضت کھلے عام اعلانیہ کرتے رہو)(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ قلم اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک عظیم نعمت ہے۔ اگر قلم نہ ہوتا تو دین قائم نہ رہتا اور نہ زندگی کی اصلاح ہوتی۔ اور عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ کے تحت فرمایا: اس سے مراد لکھنا ہے یعنی انسان کو لکھنا سکھایا)(2)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: دو پیٹو ہیں جو سیر نہیں ہوتے ایک صاحب علم اور ایک صاحب دنیا۔ یہ دونوں برابر نہیں ہوتے۔ پس صاحب علم رب کریم کی رضا میں اضافہ کرتا رہتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر: 28) اور صاحب دنیا غرور اور سرکشی میں بڑھتا جاتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤی ۙ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰی واللہ اعلم۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، بخاری، ابن جریر، ابن مردویہ، ابن منذر، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ دونوں نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ابوجہل نے کہا: اگر میں نے محمد (ﷺ) کو کعبہ کے پاس نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، تو میں اس کی گردن روند ڈالوں گا۔ پس یہ خبر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچی۔ تو آپ نے فرمایا: اگر اس نے ایسا کیا تو بالیقین ملائکہ اسے ظاہرا پکڑ لیں گے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن منذر، ابن جریر، طبرانی، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ تو ابو جہل آیا اور اس نے کہا: کیا میں نے آپ کو اس سے منع نہیں کیا ہے؟ کیا میں نے آپ کو اس سے منع نہیں کیا ہے؟ تو حضور نبی کریم ﷺ اس کی طرف پھرے اور اسے خوب ڈانٹا۔ تو ابوجہل نے کہا: یقیناً آپ جانتے ہیں کہ کوئی آدمی نہیں ہے جس کے معاون اور ہم نشین مجھ سے زیادہ ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: فَلْیَدْعُ نَادِیَهٗ ۙ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: قسم بخدا! اگر وہ اپنے ہم نشینوں کو بلاتا تو یقیناً اسے اللہ تعالیٰ کے جہنم کے داروغے پکڑ لیتے۔(4)

1۔ مجمع الزوائد، جلد 9، صفحہ 56 (14408)، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 304، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 740، قدیمی کتب خانہ کراچی
4۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 171، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام ابن جریر، طبرانی نے الاوسط میں اور ابونعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ابوجہل نے کہا: کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مقام (ابراہیم) کے پاس نماز پڑھنے کے لیے لوٹے تو میں یقیناً انہیں قتل کر دوں گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ؕ كَلَّاۤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤی ۙ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰی ؕ اِنَّ اِلٰی رَبِّكَ الرُّجْعٰی ؕ اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی ۙ عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ؕ اَرَءَیْتَ اِنْ كَانَ عَلَی الْهُدٰۤی ۙ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰی ؕ اَرَءَیْتَ اِنْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰی ؕ اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی ؕ كَلَّا لَىِٕنْ لَّمْ یَنْتَهِ ۙ۬ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِیَةِ ۙ نَاصِیَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۚ فَلْیَدْعُ نَادِیَهٗ ۙ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ ۔ پس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کے لیے تشریف لائے۔ تو کہا گیا: کیا وہ آپ کو روک سکتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: جو میرے اور اس کے درمیان ہے وہ سیاہ ہو گیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: قسم بخدا! اگر وہ حرکت کرتا تو یقیناً ملائکہ اسے پکڑ لیتے اور لوگ اس کی طرف دیکھ رہے ہوتے۔ (1)

امام بزار، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں ایک دن مسجد میں تھا۔ تو ابوجہل آیا اور اس نے کہا: مجھے اللہ کی قسم! اگر میں نے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا تو میں یقیناً اس کی گردن کو روند ڈالوں گا۔ پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نکلا یہاں تک کہ میں آپ کے پاس پہنچ گیا اور آپ کو ابوجہل کے قول سے مطلع کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم غضب ناک ہو کر نکلے یہاں تک کہ آپ مسجد پہنچ گئے اور بڑی عجلت کے ساتھ دروازے سے داخل ہوئے تو دیوار کے ساتھ جا لگے۔ تو میں نے کہا: آج یوم شر ہے۔ چنانچہ میں نے کمبل لپیٹا اور پھر آپ کے پیچھے چل پڑا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ پڑھتے ہوئے داخل ہوئے: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ پس جب ابوجہل کی حالت پر پہنچے تو کہا: كَلَّاۤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤی کسی انسان سے ابوجہل سے کہا: اے ابوالحکم! یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو ابوجہل نے جواب دیا: کیا تم وہ نہیں دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ قسم بخدا! مجھ پر آسمان کے افق کو بند کر دیا گیا ہے۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ کے آخر میں پہنچے تو آپ نے سجدہ کیا۔ (2)

امام احمد، مسلم، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ابوجہل نے کہا: کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے درمیان کے سوا کہیں سجدہ کر سکتا ہے۔ تمام نے جواب دیا: ہاں۔ تو ابوجہل نے کہا: لات وعزیٰ کی قسم! اگر میں نے اسے اس طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا۔ تو میں یقیناً آپ کی گردن روند ڈالوں گا اور ان کے چہرے کو خاک آلود کروں گا۔ چنانچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ نماز پڑھ رہے تھے تا کہ وہ آپ کی گردن کو روند ڈالے۔ لیکن جلد ہی انہوں نے اسے دیکھا کہ وہ الٹے پاؤں واپس لوٹ رہا ہے اور اپنے ہاتھوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 310، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مجمع الزوائد، جلد 8، صفحہ 416 (13871)، دار الفکر بیروت

کے ساتھ اپنا بچاؤ کر رہا ہے۔ تو اس سے پوچھا گیا: تجھے کیا ہوا ہے؟ تو اس نے جواب دیا: میرے اور آپ ﷺ کے درمیان آگ سے بھری ہوئی ایک خندق ہے اور یہ بہت سے پر (یعنی فرشتے) ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ میرے قریب آتا۔ تو ملائکہ ایک ایک عضو کر کے اسے کھینچ لیتے۔ فرمایا: اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیات آخر سورت تک نازل فرمائیں: اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤی مراد ابوجہل ہے۔ فَلْیَدْعُ نَادِیَهٗ یعنی وہ اپنی قوم کو بلا لائے۔ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ اور ہم بھی ملائکہ کو بلائیں گے۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی ۙ عَبْدًا اِذَا صَلّٰی یہ اس وقت نازل ہوئی جب ابوجہل بن ہشام نے رسول اللہ ﷺ کی پیٹھ پر اوجھ پھینک دی تھی اور آپ ﷺ رب کریم کی بارگاہ میں سجدہ ریز تھے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے: اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی ۙ عَبْدًا اِذَا صَلّٰی فرمایا: یہ آیت اللہ تعالیٰ کے دشمن ابوجہل کے بارے نازل ہوئی۔ اس لیے کہ اس نے کہا تھا: اگر میں نے محمد (ﷺ) کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا تو میں ان کی گردن کو روند ڈالوں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرمایا: اور ارشاد فرمایا: اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی ۙ عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ؕ اَرَءَیْتَ اِنْ كَانَ عَلَی الْهُدٰۤی ۙ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰی فرمایا: اس میں عبد سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ اَرَءَیْتَ اِنْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰی یعنی آپ نے دیکھ لیا ابوجہل کو اگر اس نے جھٹلایا اور روگردانی کی۔ فَلْیَدْعُ نَادِیَهٗ فرمایا: وہ بلا لے اپنی قوم اور اپنے قبیلے کو سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ اور ہم بھی جہنم کے فرشتوں کو بلا لیں گے زبانیہ عرب کلام میں پولیس کو کہا جاتا ہے۔ (2)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی ۙ عَبْدًا اِذَا صَلّٰی کے تحت یہ نقل کیا ہے کہ ابوجہل نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو منع کیا جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ فَلْیَدْعُ نَادِیَهٗ پس وہ اپنے خاندان کو بلا لے۔ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ اور ہم بھی ملائکہ کو بلا لیں گے۔ (3)

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ لَنَسْفَعًۢا کا معنی ہے ہم اسے پکڑ لیں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ زبانیہ وہ فرشتے ہیں جن کے پاؤں زمین اور سر آسمان میں ہیں۔ (4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے: وَاسْجُدْ اے محمد! ﷺ آپ سجدہ کیجئے۔ واقترب اور اے ابوجہل! تو قریب ہو۔ اللہ تعالیٰ اسے وعید فرما رہا ہے دھمکی دے رہا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 310، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 300
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 44-443، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 311

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بھی بیان کیا ہے: بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدہ کر رہا ہو۔ کیا تم سنتے نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ سجدہ کیجئے اور (ہم سے اور) قریب ہو جائیے۔(1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آخری کلام جو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمائی کہ جب آپ نے مجھے طائف پر عامل مقرر فرمایا۔ تو ارشاد فرمایا: لوگوں کے لیے نماز کو خفیف اور آسان کرو یہاں تک قرأت کے وقت میں اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ اور قرآن کریم میں اس کے مشابہ سورتوں کی قرأت کرو۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 444 (3661)، دارالکتب العلمیہ بیروت